جشنِ

عیدِ میلاد النبی

سنّت یا بدعت

ماہ نامہ دار العلوم دیوبند میں شائع شدہ

(بابت جنوری ۲۰۱۵ء)

حضرت مولانا ندیم احمد انصاری صاحب زید مجدہ

ڈیریکٹر و محقق الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تفصیلات

کتاب کا نام:...................**جشنِ عیدِ میلاد النبی**:سنت یا بدعت

مصنف:............................ حضرت مولانا ندیم احمد انصاری زید مجدہ

ٹائپنگ وسیٹنگ..........................الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ناشر.......................................الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لفظی اعتبار سے ہر اس دن کو عید کہتے ہیں جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعے کی یاد منائی جائے۔بعض نے کہا کہ عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔﴿۱﴾

’عید‘ کو عید کہنا ایک طرح کی نیک فالی اور اس تمنّا کا اظہار ہے کہ یہ روزِ مسرّت بار بار آئے۔﴿۲﴾

’عید میلاد النبی ﷺ‘ کے متعلق صاحبِ فیروز اللغات فرماتے ہیں:

’عید میلاد النبی ﷺ کا مطلب ہے، پیغمبرِ اسلام کی ولادت کا دن۔‘﴿۳﴾

ولادتِ نبوی ﷺ کی صحیح تاریخ

تمام مؤرخین اور اصحابِ سیر کا اس پر تو اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت با سعادت پیر کے دن ہوئی، البتہ تاریخ میں شدید اختلاف ہے۔ ۲، ۸، ۹، ۱۰، اور ۱۲ تاریخیں بیان کی گئی ہیں، اور وفات کے سلسلے میں ۱۲/ربیع الاول کو جب کہ ولادت کے سلسلے میں ۹/ربیع الاول کو ترجیح دی گئی ہے۔

---

(۱) المنجد: ۶۹۰، معجم الوسیط: ۶۳۵

(۲) قاموس الفقہ: ۴/۴۱۹

(۳) فیروز اللغات: ۹۰۸

شاید اسی لیے لوگوں کی زبانوں پر لفظ 'بارہ وفات' کا رہتا ہے اور جشن عید میلاد النبی ﷺ کا مناتے ہیں۔ یا للعجب!(۱)

یومِ ولادتِ نبوی ﷺ

یومِ ولادتِ نبوی ﷺ یعنی اس عظیم الشان شخصیت کا جنم دن، جسے تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔ وہ دن واقعی بڑی ہی عظمت و برکت کا حامل تھا۔ اس لیے کہ اس مبارک دن میں رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ اس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے۔ اگرچہ شریعت نے سالانہ آقا کے یومِ ولادت کو 'منانے' کا حکم نہیں دیا، نہ اسے عید ہی قرار دیا، نہ ہی اس کے لیے کسی قسم کے مراسم مقرّر کیے، لیکن جس سال ماہِ ربیع الاول میں یہ دن آیا تھا، وہ نہایت ہی متبرک اور پیارا دن تھا۔ آج جو لوگ اس دن کو 'عید' کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ اصلاً رسولِ خدا ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں، اس لیے کہ خود ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اللہ تعالیٰ نے دیگر قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کے لیے عید کے دو دن مقرّر کیے ہیں؛

(۱) عید الفطر

(۲) عید الاضحیٰ

---

(۱) دیکھیے رحمۃ للعالمین: ۱/ ۳۵، سیرۃ النبی ﷺ للنعمانی: ۱/ ۱۰۹، سیرۃ المصطفیٰ للکاندھلوی: ۱/ ۵۱، موسوعۃ نضرۃ النعیم: ۱/ ۱۹۵، خطاتِ سیرت للندوی: ۸۳

یہ ارشاد اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا تھا، جب آپ نے اہلِ مدینہ کو دوسرے دنوں میں زمانۂ جاہلیت کے طرز پر عید وخوشی مناتے دیکھا۔(۱)

اس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماننے والوں کے لیے سالانہ صرف دو دنوں کو عید کے طور پر مقرر فرمایا، بعض روایتوں میں جمعے کے دن کو بھی عید کہا گیا ہے، اس کے علاوہ کسی دن کے متعلق عید کا لفظ وارد نہیں ہوا۔ اب اگر کوئی اس پر زیاتی کر کے اپنی طرف سے مزید ایک دن بڑھاتا اور اس میں عید جیسی خوشیاں مناتا ہے، تو وہ گویا رحمۃ للعالمین ﷺ کے اس ارشادِ عالی شان پر عدم رضامندی کا اظہار کرتا ہے۔ اور جو اسے دین کا حصہ سمجھتا ہے، وہ اپنی طرف سے نیا دین تراشتا ہے۔ یہ دونوں ہی طریقۂ عمل نہایت خطرناک ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کی ابتدا

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یہ مروجہ مجلسِ میلاد قرآنِ کریم سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے۔ نہ خلفاے راشدین و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے، نہ تابعین و ائمہ مجتہدینؒ؛ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ وغیرہ سے۔ نہ محدثین؛ امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ابو داودؒ، امام ترمذیؒ، امام نسائیؒ اور امام ابن ماجہؒ وغیرہ سے۔

---

(۱) ابوداود: ۱۱۳۴، نسائی: ۱۵۵۷

اور نہ اولیاے کاملین؛ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ اور شیخ عارف شہاب الدین سہروردیؒ وغیرہ سے۔

چھے صدیاں اس امت پر اس طرح گزر گئیں کہ اس مجلس کا کہیں وجود نہیں تھا۔ سب سے پہلے بادشاہ اربل نے شاہانہ انتظام سے اس کو منعقد کیا اور اس پر بہت مال خرچ کیا۔ پھر اس کی حرص واتباع میں وُزرا واُمرا نے اپنے اپنے انتظام سے مجالس منعقد کیں۔ اس کی تفصیل 'تاریخ ابن خلکان' میں موجود ہے۔

اسی وقت سے علماے حق نے اس کی تردید بھی لکھی ہے۔ چناں چہ 'کتاب المدخل' میں علامہ ابن الحجاج نے بتیس صفحات میں اس کے قبائح ومفاسد دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں لکھے ہیں۔ ۷۳۷ھ میں اس کی تصنیف سے فراغت حاصل ہوئی، پھر جہاں یہ مجلس پہنچتی گئی، وہاں کے علما تردید رفرماتے رہے۔ چنانچہ عربی، فارسی اور اردو ۔۔۔ ہر زبان میں اس کی تردید موجود ہے اور آج تک تردید کی جارہی ہے۔﴿۱﴾

بریلوی عالم کا اعتراف

بریلوی حضرات کے ایک عالم قاضی فضل احمد صاحب لکھتے ہیں: 'یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ اس مخصوص شکل سے یہ عملِ خیر وبرکت ونعمت ۶۰۴ھ سے جاری ہے۔'﴿۲﴾

---

(۱) فتاوی محمودیہ جدید: ۳/ ۲۱۳-۲۱۴ بتغیر

(۲) مروجہ محفلِ میلاد: ۵۲ ملخصاً

عیدِ میلاد کا شرعی حکم

اس سے بعض لوگ اس غلط بات کی طرف چلے جاتے ہیں کہ ہم ذکرِ نبوی ﷺ کو منع کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ! ثم نعوذ باللہ! نفسِ ذکر میلاد فخر عالم علیہ السلام کو کوئی منع نہیں کرتا، بلکہ ذکرِ ولادت آپ ﷺ کا مثل ذکر دیگر سیر و حالات کے مندوب ہے۔ ﴿۱﴾

لیکن اس زمانے میں مجالسِ میلاد بہت سے منکرات و ممنوعات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً ممنوع ہے۔ ﴿۲﴾ بہ الفاظِ دیگر میلادِ مروج و قیام مروج جو امورِ محدثہ ممنوعہ کو مشتمل ہے، ناجائز اور بدعت ہے۔ ﴿۳﴾

یومِ ولادتِ نبوی ﷺ یقیناً باعثِ خوشی اور اظہارِ مسرت کا سبب ہے، لیکن اس تاریخ میں ہر سال اگر یہ دن 'منانے' کا ہوتا، تو اس کے متعلق احکامات و ہدایات شریعتِ مطہرہ میں کثرت سے وارد ہوتیں۔

مقامِ غور

غور کا مقام یہ ہے کہ یہ دن حضور ﷺ اور صحابۂ کرامؓ کے سامنے بھی تھا، تو جب خود حضور ﷺ اور صحابۂ کرامؓ نے اس خوشی کا اظہار مروجہ طریقہ پر نہیں کیا اور 'عیدِ میلاد'

---

(۱) البراہین القاطعۃ علی ظلام انوار الساطعۃ: ۱۴

(۲) فتاویٰ محمودیہ: ۱۸۱/۳ جدید محقق

(۳) عزیز الفتاویٰ: ۱۲۲، زکریا بکڈپو، دیوبند

نہیں منایا، تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ شریعت میں اظہارِ خوشی کا یہ طریقہ درست نہیں، ورنہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ اس پر عمل کر کے اس کا جواز ضرور بتلاتے۔ یہی ایک دلیل مروجہ میلاد کے غیر درست ہونے کے لیے کافی ہے۔

مزید دلائل

ارشادِ ربّانی ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(۱)

آج میں نے تمھارے لیے دین کو کامل و مکمل کر دیا (اب اس میں کسی طرح کمی بیشی کی گنجائش نہ رہی) اور تم پر اپنا انعام مکمل کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔

نیز ارشادِ رسول ﷺ ہے:

جو ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کرے، جو دین میں سے نہیں ہے، وہ مردود ہے۔(۲)

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم میری سنّت کو لازم پکڑو اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاے

---

(۱) سورۃ المائدۃ، آیۃ: ۳

(۲) بخاری: ۲۶۹۷، مسلم: ۱۷۱۸

راشدین کی سنّت کو لازم پکڑو! اسے ڈاڑھوں سے مضبوط پکڑے رہو، اور دین میں نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچو! کیوں کہ دین میں پیدا کی گئی ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔﴿۱﴾

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بس یہی حق امت پر ہے کہ سارے سال میں صرف ایک دن، اور وہ بھی صرف تماشے کے طور پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک جھوٹے سچے رسالوں سے پڑھ دیا، اور پھر سال بھر کے لیے فارغ ہو کر آیندہ بارہ وفات اور عیدِ میلاد کے منتظر ہو کر بیٹھ گئے۔

افسوس! مسلمانوں کا فرض تو یہ ہے کہ کوئی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکرِ مبارک سے خالی نہ جائے، البتہ یہ ضروری نہیں کہ فقط ولادت کا ہی ذکر ہو؛ بلکہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا، کبھی آپ کے روزے کا، کبھی جہاد کا اور کبھی آپ کے اخلاق و اعمال کا– جو کہ سب سے زیادہ اہم ہیں– کبھی ولادتِ باسعادت کا بھی ہو، کہ یہ بھی باعثِ خیر و برکت ہے۔﴿۲﴾

محبت کی علامت بھی یہی ہے کہ محبوب کی ہر بات کا ذکر ہو۔ ولادتِ شریفہ کا بھی، سخاوت اور عبادت کا بھی۔ اس میں کسی مہینے اور تاریخ اور مقام کی کوئی تخصیص نہیں، بلکہ دوسرے وظیفوں کی طرح روزمرہ اس کا وظیفہ ہونا چاہیے۔

---

(۱) ابوداود: ۴۶۰۷، ترمذی: ۲۶۷۸، ابن ماجہ: ۴۲

(۲) جواہر الفقہ: ۴/ ۹۱، امداد المفتیین: ۱۶۳

یہ نہیں کہ سال بھر میں مقررہ تاریخ پر یومِ میلاد منا لیا جائے اور اس کے بعد کچھ نہیں! حضور ﷺ کا ذکرِ مبارک تو غذا ہے، ہر وقت ہونا چاہیے، اس میں وقت کی تخصیص کی کیا ضرورت؟ ﴿۱﴾

اس پوری تفصیل سے واضح ہو گیا ہوگا کہ محفلِ میلاد میں کوئی تاریخ معین اور ضروری نہ سمجھی جائے، شیرینی کو ضروری نہ سمجھا جائے، ضرورت سے زیادہ روشنی نہ کی جائے، غلط روایات نہ پڑھی جائیں، نظم پڑھنے والے بے ریش نہ ہوں، اور گانے کی طرح نہ پڑھیں، اسی طرح دوسری بدعات سے خالی ہو، تو مضایقہ نہیں۔ ﴿۲﴾

غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا ذکرِ مبارک جب کہ ان رسوم و بدعات سے خالی ہو تو ثواب اور افضل ہے، اور اگر مروجہ طریقے پر رسوم و بدعات سے بھرا ہو، تو نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ جیسے کوئی بیت الخلا میں جا کر قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے لگے۔ ﴿۳﴾

المختصر! ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اپنی خوشی اور غمی، ہر حالت میں شریعت کی اتباع کرنا واجب و ضروری ہے اور شریعت میں امرِ مندوب پر اصرار کرنا اور واجب کی طرح اس کا التزام کرنا اتباعِ شیطان ہے۔ ﴿۴﴾

---

(۱) الفضائل والاحکام: ۱۱۱، امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۸۷

(۲) امداد الفتاویٰ: ۵/ ۲۴۹، و نظام الفتاویٰ، حصہ دوم: ۱/ ۱۶۵، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دیوبند

(۳) جامع الفتاویٰ: ۲/ ۵۵۲، ربانی بک ڈپو، دہلی، فتاوی عثمانی: ۱/ ۱۱۹، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

(۴) عزیز الفتاویٰ: ۲/ ۱۴۲ بتغیر

’اہلِ حدیث‘ علما کا موقف

’اہلِ حدیث‘ کے جناب مولانا مفتی ابومحمد عبدالستار صاحب فرماتے ہیں:

ہیئتِ مروجہ کے ساتھ مجلسِ میلاد کا انعقاد از روئے کتاب وسنت قطعاً حرام اور بدعت بلکہ داخل فی الشرک ہے، کیوں کہ اس کا ثبوت نہ تو خود رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، نہ کسی صحابیؓ سے، نہ کسی تابعیؒ سے۔ غرض قرونِ ثلاثہ میں اس کا وجود بالکل مفقود ہے، نہ ازمنہ ائمہ اربعہ میں اس کا پتہ لگتا ہے، بلکہ ساتویں صدی میں یہ بدعت بہ جانب خود ایجاد کی گئی ہے۔﴿۱﴾

جناب مولانا ثناء اللہ امرتسری فرماتے ہیں:

ہم مجلسِ میلاد کو کارِ ثواب نہیں جانتے۔ اس لیے کہ زمانۂ رسالت وخلافت میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

آگے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

مولود کی مجلس ایک مذہبی کام ہے، جس پر ثواب کی امید ہوتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی کام پر ثواب کا بتلانا شرع شریف کا کام ہے، اس لیے کسی کام پر ثواب کی امید رکھنا، جس پر شرع شریف نے ثواب نہ بتلایا ہو، اس کام کو بدعت بنا دیتا ہے۔ مولود کی مجلس بھی اسی قسم سے ہے، کیوں کہ شریعتِ مطہرہ نے اس پر ثواب کا وعدہ نہیں کیا، اس لیے ثواب سمجھ کر تو یقیناً بدعت ہے! رہا محض محبت کی صورت، یہ بھی بدعت ہے۔ کیوں

---

(۱) فتاویٰ ستاریہ: ۱/ ۶۴

کہ رسول ﷺ سے محبت کرنا بھی ایک مذہبی حکم ہے، جس پر ثواب کی امید ہے۔

پس جس طریق سے شرع شریف نے محبت سکھائی ہے، اس طریق سے ہوگی تو سنّت، ورنہ بدعت۔(۱)

مفتیِ اعظم مکہ مکرمہ کا فتویٰ

سابق مفتیِ اعظم مکہ مکرمہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ فرماتے ہیں:

مسلمانو کے لیے ۱۲/ربیع الاول کی رات یا کسی اور رات میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی ولادت کی محفل منعقد کرنا بھی جائز نہیں ہے، کیوں کہ میلاد کی محفلوں کا تعلق ان بدعات سے ہے، جو دین میں نئی پیدا کر لی گئی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حیاتِ پاک میں کبھی اپنی محفلِ میلاد کا انعقاد نہیں فرمایا تھا، حالاں کہ آپ ﷺ دین کے تمام احکام کو بلا کم و کاست، من و عن پہنچانے والے تھے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مسائلِ شریعت کو بیان فرمانے والے تھے۔ آپ ﷺ نے محفلِ میلاد نہ خود منائی اور نہ کسی کو اس کا حکم دیا۔ یہی وجہ ہے کہ خلفاے راشدین، حضراتِ صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں سے کسی نے کبھی اس کا اہتمام نہیں کیا تھا، الخ۔(۲)

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ

---

(۱) فتاویٰ ثنائیہ: ۱/۱۱۹

(۲) مقالات وفتاویٰ: ۴۰۶ اردو